۷۸۶

اللہ کی شان

ابھی پو پھٹنے میں کچھ وقت تھا۔ ہوا دھیمے دھیمے سست چال سے بے آواز ہو کر شاخوں اور پتوں کو چھو کر گزر رہی تھی۔ فضا معطر تھی۔ ہلکی سی خنکی نے ماحول کو پر سکون خاموشی دی ہوئی تھی۔ ہوا کچھ تیز ہوئی۔ پتے ہلے تو ہلکی سی موسقی نے جنم لیا۔ ماحول مترنم بنا۔ درختوں کے جھنڈ میں سوئی ہوئی چڑیں انگڑائی لے کر بیدار ہوئیں۔

بہت سویرے سے بیدار ہوئی ایک چڑیا گانے لگی۔ اسکی آواز سریلی تھی۔ اب آس پاس کے درختوں میں بیٹھی اور بھی چڑیں گانے لگیں۔ کبھی رک رک کر تو کبھی لگا تار۔ سب ہی خدا کی حمد گا رہی تھیں۔ لیکن پہلی چڑیا کی آواز کچھ الگ تھی۔ اسمیں خدا کو یاد کرنے کی شدت تھی۔ اس آواز میں زیادہ سوز تھا۔ وہ آنکھیں بند کئے پوری شدت کے ساتھ بے خود ہو کر خدا کو یاد کر رہی تھی۔ اسکی آواز میں اتنا لوچ تھا۔ کہ چلتے مسافر اسکی آواز کو رک رک کر سن رہے تھے۔ اسکی آواز میں جادو ہی ایسا تھا۔

درختوں پر بیٹھی دوسری چڑیں بھی حیران تھیں اور سوچ رہی تھیں ۔ کہ ہم میں سے ہی ہے پھر اسکی آواز کیوں گونج رہی ہے ۔ ہماری آواز ایسی کیوں نہیں ۔۔۔۔؟ کئی دلوں میں حسد کا مادہ اُبھرا ۔ اسکی آواز ہماری جیسی کیوں نہیں ہو جاتی ۔ کوئی سوچتی اس کا گلہ خراب کیوں نہیں ہو جاتا ۔ پھر کوئی اور جل کر سوچتی یہ مر کیوں نہیں جاتی ۔ پھر نہ رہے گی یہ اور نہ رہے گی اسکی آواز ۔ قبولیت کی گھڑی تھی ۔ اسے بد دعاء لگ گئی ۔ خدا کی نظر میں اچھی بات تو یہ ہوتی کہ اس گھڑی میں کوئی اچھی دعاء مانگی جاتی لیکن بے چاری چڑیا کی قسمت کہ خیر خواہ دوست نہیں ملے ۔ شام اپنے ساتھ اُداسی کا ماحول لے کر آ گئی ۔ چڑیا جو مر گئی تھی اس کے گھونسلے میں چھوٹے چھوٹے بچے ڈرے سہمے بیٹھے تھے ۔ فضا میں کوئی آواز نہیں تھی ۔ سب ہی چڑیاں سوگوار بیٹھیں تھیں ۔ کچھ واقعی بہت اداس تھیں ۔ سب بچوں کے پاس باری باری آئیں ۔ کسی نے کہا میں تمہاری ماں کی دوست ہوں ۔ میں ہوں فکر نہ کرنا ۔ کسی نے کہا میں تمہاری خالہ ہوں ۔ اسلئے تم لوگ اکیلے نہیں ہو ۔ میں تمہارے لئے دانہ لاؤنگی ۔ افسوس افسوس میں رات بیت گئی ۔ دن کا اجالا پھیلا ۔ رات گئی بات گئی ۔ سب اپنی اپنی دنیا میں مگن بچے بھوکے پیاسے اپنے گھونسلے کے ایک کونے میں ڈرے سہمے بیٹھے رہے ۔ پروں میں ابھی طاقت نہیں تھی کہ اڑ سکتے ۔ اور اپنے لئے دانہ پانی لا سکتے ۔ وہ آنکھیں بند کئے نقاہت کے عالم میں نیم جان ہوئے بیٹھے تھے ۔ دلوں کا حال اللہ

جانتا ہے۔ پہلے دو دن اللہ نے سب کو آزمایا۔ بچوں کی مدد کو کوئی نہیں گیا۔ پہلے جن لوگوں نے کچھ خوفِ خدا کے لئے اور کچھ رسمِ دنیا نبھانے کے لئے جو وعدے کئے تھے اور اپنے اپنے نام رجسٹر کرائے تھے وہ نام کاٹے گئے۔ اور سزا کے طور پر ایک نیکی بھی کاٹی گئی۔ اور غافل لوگوں کو معلوم بھی نہیں ہوا کہ کیا ہو گیا ہے۔

ہلکی ہلکی برف گرنے لگی۔ خدا کے حکم پر ایک راستہ بھوُلی ہوئی چڑیا اس درخت پر جا بیٹھی۔ برف زیادہ گرنے لگی۔ چڑیا پناہ کے لئے گھونسلے میں گھسی۔ تو اسنے بچوں کو نڈھال پایا۔ اس کے پاس اس سفر کے لئے جو کچھ تھا وہ اس نے بچوں کی چونچ میں ڈالا۔ بچوں کے پر بھیگے ہوئے تھے۔ اسنے انکے پر سکھائے۔ اور انہیں گرمائی دینے کے لئے اپنے پروں میں چھپالیا۔ پوری رات پھونکیں مار مار کر بچوں کے نازک پھیپڑوں میں ہوا بھرتی رہی۔ صبح ہوئی تو انہیں آرام سے سلا کر اڑ گئی۔ تمام دن ان کے لئے کھانا تلاش کرتی رہی۔ شام ہونے سے پہلے وہ پھر بچوں کے پاس گھونسلے میں تھی۔ بچے کھانا کھا کر اسکے پروں میں ایسے بیٹھے تھے جیسے وہ اسکے اپنے بچے ہوں۔ اسکی ممتا نے بھی ایسی ہی تقلیت پائی۔ اُسے بھی ایسے ہی لگا جیسے وہ اُن کی ماں ہو۔

وہ ہر روز ان کے پاس آتی رہی۔ کھانا بھی کھلاتی اور اپنے جسم کی گرمائی سے انہیں طاقت بھی دیتی۔ بچوں کے ناتوان جسم طاقت ور ہوتے گئے۔ اب بچے بڑے

ہو رہے تھے۔ایک رات اس نے بچوں کو سرُ سے سرُ ملا کر بولنا اور خدا کی حمد گانا سکھایا۔وہ صبح ہر روز اڑ جاتی۔بچے تمام دن ریاض کرتے۔آس پاس کسی کو معلوم ہی نہیں ہوا کہ کب بچے بڑے ہو گئے۔ایکدن چڑیا شام کو واپس نہیں آئی۔بچے انتظار میں تھے۔پھر ایک بچہ گھونسلے سے باہر نکلا۔اب اسکے پروں میں اتنی طاقت تھی کہ وہ اڑ سکتا تھا۔اسنے نیچے دیکھا پہلے تھوڑا سا ڈرا۔پھر ہمت کی اور ایک جست لگائی۔اب وہ ہوا میں تھا۔اسنے پر کھولے اور اڑنے لگا۔اسکی دیکھا دیکھی دوسرے نے بھی ہمت کی۔وہ بھی اسکے پیچھے تھا۔دیکھتے ہی دیکھتے دونوں ہوا میں اڑنے لگے۔اوپر اور اوپر۔بہت مزہ آنے لگا۔اُنہیں نیچے چیزیں بہت چھوٹ چھوٹی نظر آ رہی تھیں۔آسمان پر بادل بھی ساتھ ساتھ اڑتے ہوئے بہت اچھے لگ رہے تھے۔دونوں نے اپنے پر ساتھ ساتھ ملا لئے۔انہیں تو اندازہ بھی نہیں تھا کہ اڑنے میں کتنا مزہ آتا ہے۔جب کچھ تھکنے لگے تو انہوں نے اپنی اڑآن آہستہ آہستہ نیچے کی۔اور نیچے آ گئے۔بھوک بھی خوب چمک کے لگی تھی۔ایک سبزہ زار نظر آیا۔وہاں کسی خدا ترس انسان نے بہت سارا دانہ ڈالا ہوا تھا۔وہ نیچے اترے۔خوب پیٹ بھر کے کھانا کھایا۔آج کا کھانا انکی محنت کا تھا۔انہوں نے خدا کا شکر ادا کیا۔پھر ٹہلتے رہے اور خوش ہوتے رہے اپنے کامیابی پر۔شام قریب تھی۔گھر یاد آیا۔اب وہ پھر اپنی منزل کی طرف اڑ رہے تھے۔

گھونسلے سے لے کر آسمان تک اڑآن اور اس اڑآن کے بعد رزق کی

تلاش اور پھر ایک لمبی اڑان واپس گھونسلے تک جو نہ جانے کس سمت اور کس درخت پر تھا۔ اور پھر رات سے پہلے پہنچ جانا بھی۔ یہ ایک نہ سمجھ میں آنے والا مرحلہ ایسے جیسے فرشتے ہر جگہ ہر وقت موجود ہوں۔ نہ راستہ ڈھونڈنے کی ضرورت اور نہ بھٹکنے کا اندیشہ۔ پروں میں بھی ایسی ہی برقی رو دوڑ رہی ہوتی ہے۔ اور بغیر کسی گائڈ کے اپنی منزل پر موجود۔

ایک صبح پھر وہی سریلی آواز پہلے سے بھی زیادہ نکھر کر فضا کو خوبصورت ترین بنا رہی تھی۔ سارے پرندے حیران تھے یہ کیا ہوا۔۔۔؟ ہم تو سمجھ رہے تھے کہ بس اب ہم ہی ہم ہیں۔

کسی نے چپکے سے کہا۔

''اللہ کی شان''